

کیے گئے۔

خود مولانا محمد حسین آزاد مرحوم و مغفور نے ذوق کے قصیدہ عالم کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ مرزا عالی عرض بیگی کے آدمی نے بتایا، بیگم صاحبہ کا حکم پہنچا ہے کل استاد قصیدہ سنائیں تو دربار میں کوئی ان کے شعروں پر تعریف نہ کرے۔ ذوق نے دم گرم بھر کر فرمایا۔ اس بیگم کو کیا ہو گیا ہے خدائی کے منہ بند کرتی ہے۔ میں جب قصیدہ پڑھوں گا تو دیوان خاص کے دو دیوار واہ والوں گا۔ چنانچہ دوسرے دن قصیدہ پڑھنے لگے تو تمام دربار دم بخود۔ بادشاہ کے ذوق کو پاس لاکر گلے لگا لیا پھر کہا ہوں (یعنی پڑھو) پھر ہر پڑھنے لگے تو سب کے دہن بند کھل گئے۔

(دیوان ذوق ص ۳۰۱)

۱۔ شرح : میں یہاں حقیقی حالات ٹھیک ٹھیک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے حسن طبیعت کی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا۔

مطلب یہ کہ یہ قطعہ صرف وہ حالات عرض کرنے کے لیے لکھا گیا ہے، جو پیش آئے، اپنی طبیعت کے محاسن بیان کرنا نہیں چاہتا۔

۲۔ شرح : زمانہ قدیم سے میرے آباؤ اجداد سپاہیانہ خدمات میں مصروف رہے ہیں اور شاعری میرے لیے عزت کا ذریعہ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جو خاندان پشت پاشت سے شمشیر زن چلا آتا ہے اور مستمہ طور پر اہل سیف میں شمار ہوتا ہے، اس کے کسی فرد کے لیے اہل قلم بن جانا یا شعروں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا کچھ عزت کا باعث نہیں۔ میرزا نے یہاں اہل سیف کو اہل قلم پر ترجیح ہی نہیں دی، بلکہ یہ پہلو بطور خاص ابھارا ہے کہ میں ناز کروں تو، پشت پاشت کے آبائی پیشے پر کیوں نہ کروں؟ اس پیشے میں میرے لیے کیا خاص جاذبیت ہو سکتی ہے، جو خود میں نے شروع کیا؟

۳۔ شرح : میری روش آزاد اور میرا دل سب کے لیے کھلا ہوا ہے۔ میرا طریقہ ہی یہ ہے کہ سب سے صلح کا برتاؤ جاری رکھا جائے۔ مجھے کبھی کسی